

# اللہ کو خُد آکھنا کیسے ہے؟

تألیف

مولانا سید محمد ممتاز اختری  
مہتمم دارالعلوم اختر فیہ رضویہ کراچی

حسبِ فرمائش

جناب ڈاکٹر شکیل احمد صاحب

ناشر

دارالعلوم اختر فیہ رضویہ گلشنہ بہار سکیر ۱۷ اورنگی کراچی

# تقریط



استاذ العلماء حضرت علام حليم احمد اشرفی مظلہ العالی  
مدرس دارالعلوم احمدیہ کراچی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بحمد اللہ مولانا سید محمد ممتاز اشرفی صاحب سے لفظ "خدا" کو ذات باری کے استعمال کے لئے جو سوال کیا ہے، اس کا جواب بڑی وضاحت اور تفصیل کے ساتھ اور قرآن مجید اور تفسیر کی کتابوں کے حوالہ سے لکھا ہے۔ بہت ہی شافی اور کافی ہے جو لوگ اس لفظ کو ذات خداوندی کے لئے بولنے پر رد و کرد کرتے ہیں۔ ان کی باتیں مسرار حجیات و نادانی کی ہیں۔ علمائے امت نے چاہئے، وہ کسی زبان کے بولنے والے ہوں۔ سب کااتفاق ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے لئے لفظ "خدا" بولنا حائز وروان ہے۔ یہ لفظ خدا "خودا" کا مخفف ہے۔ اس کا مفہوم یہ ہے۔ موجود فی نفسہ ہے۔ اور یہ اس کی شان کے مطابق ہے۔ یہ حق صرف اللہ تبارک و تعالیٰ کے لئے مخصوص ہے۔ اس کے سوا جتنے بھی اشیاء اور ذاتیں ہیں۔ سب اس کے موجود کرنے سے ہیں۔ اس کی تخلیق سے پہلے سب معدوم اور ناپید تھیں۔ وہاذا اللہ تبارک و تعالیٰ کے لئے لفظ "خدا" بولنا صحیح و درست ہے۔

حليم احمد اشرفی غفرلہ

بروز منگل بتاریخ یکم جون ۱۹۹۳ء

## عرضِ مؤلف

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ مسیٰ علیہ السلام کی امتت بہتر فرقوں میں بٹ گئی تھی۔ لیکن ہیری امت تھر فرقوں میں بٹ جائے گی۔ انہی سے ایک فرقہ ناجی ہو گا۔ باقی سب ناری۔ اس ارشاد عالیہ کے تحت جب ہم ماضی کے چودہ سو سالہ حالات کا جائزہ لیتے ہیں، تو ہمیں کسی زمانے میں قدریہ و جبریہ فرقہ نظر آتا ہے، تو کسی زمانے میں معتزلہ و خوارج۔ کسی زمانے میں کلامیہ فرقہ نظر آتا ہے تو کسی زمانے میں رواضض۔ کسی زمانے میں دہابی فرقہ۔ نظر آتا ہے تو کسی زمانے میں دیوبندی فرقہ۔

غرض کہ مذہب اسلام کے نام پر نئے فرقوں نے حبم لیا اور شعائر اسلام یا عبادات اسلام میں سے کسی نہ کسی عبارت یا شعار کا انکار کرتے رہے۔ کسی نے زکوٰۃ کی فرضیت سے انکار کیا تو کسی نے خلافت راشدہ سے۔ کسی نے مشہد تقدیر میں افراط سے کام لیا۔ تو کسی نے مشہد تقدیر میں تقلیط سے۔ کسی نے حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو شعار بنتا یا تو کسی نے عناد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو۔ یہ ایک لمبی داستان ہے۔ جسے بیان کی جائے تو داستان تمثیل سے کم نہ ہوگی۔

دورِ حاضر میں ایک تیافرقم ہے۔ جس نے لفظ "خدا" سے انکار کیا ہے۔ ان کے پاس سوائے اس کے اور کوئی دلیل نہیں ہے کہ یہ لفظ قرآن میں نہیں ہے۔ عقل و شعور کھنے والے حضرات جانتے ہیں کہ کسی چیز سے انکار کے لئے اتنا ہی کافی نہیں ہے بلکہ اس کے لئے دلیل کی ضرورت ہوگی، اللہ

کی صفاتی ناموں میں سے ایک نام "قدیم" ہے۔ جس کو مانعین بھی تسلیم کرتے ہیں۔ لیکن پورے قرآن میں کہیں بھی یہ نام "اللہ" کے لئے نہیں کہا گیا ہے۔ بلکہ ایک اندازے کے مطابق "اللہ" کے جو ننانوے نام ہیں۔ ان میں بھی کہیں نہیں ہے۔ تو پھر مانعین کس دلیل کے پیشِ نظر "اللہ" کو "یادِ قدیم" کہتے ہیں۔ یہی کہیں گے کہ قرآن میں تو نہیں ہے۔ لیکن اللہ کی صفتتوں میں سے تو ہے۔ بس یہی نظر پر لفظ "خدا" میں بھی ہوتا چاہئے۔ تاکہ "خدا حافظ" کہنے میں اختلاف نہ ہو۔

رسالہ نہایت لفظ "خدا" کا استعمال ذات باری کے لئے کرنا کیسا ہے۔ اس موضوع پر حتی الامکان اشرح و سیط کے ساتھ بحث کی گئی ہے۔ یہ تحقیقی رسالہ میرے قریبی دوست اور خیرخواہ جناب ڈاکٹر شکیل احمد صاحب زید مجده کے تمسل سے آپ تک پہنچایا جا رہا ہے۔ جن کی فرمائش پر میں نے یہ رسالہ تحریر کیا ہے۔ مولائے کرم ڈاکٹر صاحب کے ذوق و شوق میں اور اضافات فرمائے اور انہیں ہر علمی اور عملی میدان میں کامیابی و کامرانی سے نوازے۔ آمين۔ بحاجہ النبی الکریم۔

بندہ عامی  
سید محمد ممتاز اشرفی  
بروز منگل بتاریخ ۱۴۹۳ھ جون ۱۹۷۴ء



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
بِعُونِ رَحْمَةِ الْعَالَمِينَ

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ - وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ - وَ  
الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِهِ النَّبِيِّ الْكَرِيمِ - وَعَلَى  
إِلَهٍ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ - أَمَّا بَعْدُ

قَاتِعُودُّ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَنِ الرَّجِيمِ  
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
قُلْ ادْعُوا اللَّهَ أَوْ ادْعُوا الرَّحْمَنَ أَيَّاً مَا  
تَدْعُوا فَلَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ

جاننا چا ہئے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کو اچھے ناموں سے یاد کرنا، ہم مسلمانوں پر ضروری ہے۔ لیکن یہ قیدِ محض عربی تہ بان تک ہی نہیں ہے، بلکہ دیگر زبانوں میں بھی رب تعالیٰ کو پکارا جاسکتا ہے۔ شرطیہ وہ نام اچھے ہوں۔ اگر وہ نام بُرے ہوں یا اس کے معنی ایسے نکلتے ہوں جو رب تعالیٰ کے شایانِ شان کے خلاف ہو، تو ایسے ناموں سے پکارنے کی اجازت نہیں ہے۔

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب فاران کی چوٹی سے صدائے سلام بلند فرمایا اور قلبِ سعید نے رفتہ رفتہ قبول کرنا شروع کیا،

تو ان جانشیوں میں ہر زبان سے تعلق رکھنے والے تھے۔ انہی سے کوئی فارسی النسل تھے، تو کوئی عربی النسل۔ اب ان میں سے کوئی ایمان لاتے تو یقیناً رب تعالیٰ نے اپنی اپنی زبانوں میں یاد فرماتے ہوں گے اور اپنی قوم کو انہیں کی تربان میں رب تعالیٰ کے متعلق وحدانیت کا پرچار کرتے ہوں گے۔ کیوں کہ قوم کو اگر ان کی اپنی زبان میں نہ سمجھایا جائے، تو قوم کو پتہ کیسے چلے گا کہ ہمارا رب کون ہے اور کیسی صفات کا حامل ہے۔

مثلاً دو رہاضر میں اگر کوئی انگریز نو مسلمان ہو جائے، تو ان کو اللہ کا مفہوم سمجھانے کے لئے ان کی مادری زبان کو اپنا کر سمجھا میں گے اور بتائیں گے کہ جسے ہم "اللہ" کہتے ہیں۔ تم اسے اپنی زبان میں God کہتے ہو۔ جب اس انگریز نو مسلم کا ذہن لفظ God کا صحیح معنی و مفہوم ادراک کر لے گا، تو اس کے بعد بھی وہ اس لفظ کو رب تعالیٰ کے لئے بدستور استعمال کرتا رہے گا اور اس کا استعمال درست و رواں ہو گا۔ کیونکہ جس معنی و مفہوم کو سمجھ کر وہ ذات باری تعالیٰ کے لئے لفظ God استعمال کر رہا ہے، وہی تو منشاء توحید باری تعالیٰ ہے۔

بس اسی طرح جب ایک فارسی النسل شخص مشرف یا سلام ہو گا، تو اسے بھی رب تعالیٰ کے بارے میں بتائیں گے۔ تاکہ وہ نو مسلم رب تعالیٰ کے مفہوم کو اپنی زبان میں ذہن نشین کر لے۔ جس طرح ہم ایک انگریز کو سمجھانے کے لئے انگلش کا لفظ God استعمال کر رہے ہے تھے۔ اسی طرح اس

فارسی النسل کو سمجھانے کے لئے فارسی کے الفاظ استعمال کریں گے۔ تاکہ وہ شخص آسانی سے سمجھ سکے۔ چنانچہ اس کے لئے لفظ "خدا" استعمال کریں گے، جو کہ فارسی کا لفظ ہے۔ (اس لفظ کی تشریح اور اس کا معنی الشاء اللہ عنقریب آئے گا)۔ لہذا ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ خدا کا اطلاق ذات پاری تعالیٰ کے لئے ناجائز ہے۔ ورنہ اشاعتِ اسلام کے معاملے میں بہت ساری دشواریوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔ کیونکہ جس قوم کے پاس بھی تبلیغِ اسلام کے لئے جائیں گے، وہاں آپ ان کی مادری زبان ضرور استعمال کریں گے۔ ورنہ مخاطب جب آپ کی یادوں کو سمجھہ ہی نہیں سکے گا، تو ایمان کیا لائے گا؟ یہی وجہ ہے کہ آج قرآن کریم کا ترجمہ دنیا کی تقریباً زبانوں میں کیا جا چکا ہے۔ صرف اس لئے تاکہ ہر زبان سے تعلق رکھنے والے قرآن کریم کو سمجھ سکیں۔ اسی لئے قرآن کہتا ہے:

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا  
يَلْسَانُ قَوْمَهُ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ  
(سورة ابراء، آیت ۹)

حَدِيثُ شَرِيفٍ مِّنْهُ :  
عَنْ أَبِي ذِئْرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ  
حَفَرْتُ الْوَذْرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَعْيَ

اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 لَمْ يَبْعَثْ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ  
 نَبِيًّا إِلَّا بِلُغَةٍ قَوْمَهُ  
 مروی ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ و سلم نے کہ اللہ نے کسی نبی کو نہیں بیعت فرمایا مگر ان کی قوم کی زبان میں۔

(تفیر ابن تیبری ج ۲ ص ۵۲۲)

ہماری پوری تشریح آیت مذکورہ اور حدیث پاک کے معنی و مفہوم میں سمٹ کر آگئی ہے۔ اب آئیے اصل مدعایہ۔ جس کی وجہ سے یہ رسالت لکھنا پڑتا۔ وہ یہ ہے کہ ذات باری تعالیٰ کے لئے لفظ "خدا" کہا جاسکتا ہے یا نہیں؟ امت محمدیہ علی صاحبِها الصلوٰۃ والسلام کی کثیر تعداد کا عقیدہ ہے کہ "اللہ" کے لئے "خدا" کا فقط بولنا جائز ہے۔ اب حوالہ نوٹ کرتے جائیں۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

قُلْ ادْعُوا اللَّهَ أَوْ ادْعُوا الرَّحْمَنَ أَيَّاً هَا تَمْ فَرْمَأَ اللَّهُ كَهْبَهُ كَرِيكَارُو  
 تَدْعُوا فَلَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَى يَا رَحْمَنَ كَهْبَهُ كَرِيكَارُو  
 سب اسی کے اچھے نام ہیں

(سورہ اسراء)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ کو "اللہ" کہہ کر لپکارو یا رحمٰن کہہ کر۔ یا اس کے علاوہ کوئی اور اچھے نام ہوں۔ سب اسی کے لئے ہیں۔ اس سے انکار طریقہ کفارہ ہے۔ جس سے اہلِ اسلام

کو بچنا چاہئے۔ علامہ اسماعیل حقی البروسی رحمۃ اللہ علیہ  
المتوفی ۱۱۳۷ھ کا ہے لکھتے ہیں :

یعنی اللہ کو ہر ایسے اسم شتن  
سے پکار وجوہ صفاتِ الہی میں  
سے کوئی صفت ہو۔ اس  
صفت کے ساتھ متصف ہو  
اور اس صفت کے ساتھ  
تخلیق کرتا ہو۔

﴿أَيُّ فَادْعُوا اللَّهَ بِرَجْلٍ  
إِسْمِ مُشَتَّقٍ مِّنْ صِفَةٍ  
مِّنْ صَفَاتِهِ بَأَنْ تَتَصَفَّوْ  
وَتَتَخَلَّقُوا بِتِلْكَ الصِّفَةِ﴾۔

(تفیریح البیان ج ۲ ص ۲۸۵)

تفیر ابن عباس میں ہے :

(اور اچھے نامِ اللہ کے لئے  
ہیں) صفاتِ علیاً عالم،  
قدرت، سمع، بصر اور اس  
کے علاوہ

﴿وَلِلَّهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَى  
الصَّفَاتُ الْعُلُّى الْعِلْمُ وَ  
الْقُدْرَةُ وَالْسَّمْعُ وَالْبَصَرُ  
وَغَيْرُ ذَلِكَ﴾۔

(تفیر ابن عباس ص ۱۳۲)

تفسین کرام کی عبارتوں کا ماحصل یہ ہے کہ رب تعالیٰ کو ایسے  
ناموں سے پکارا جاسکتا ہے، جو اس کے صفاتِ علیاً میں سے  
ہو اور وہ ان صفاتِ جمیلہ سے متصف ہو۔ یہاں پر اتنی بات اور کہتا  
چلوں کہ شاید مالغین کہیں ہم تو صرف قرآن و حدیث کو مانتے ہیں۔

اس کے علاوہ کسی کتاب، کسی مفسر یا کسی امام کی باتوں  
کو نہیں مانتے۔ ایسے لوگوں سے گزارش ہے کہ براہمہربانی  
قرآن کی ایک آیت یا حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم پیش  
کریں۔ جس میں یہ ہو کہ ”خدا“ کہتا منع ہے۔ قیامت تک پیش  
نہیں کر سکیں گے۔ کیونکہ یہ عقیدہ مالغین کی طرف سے محض  
اختراع ہے۔ جس کا وجود نہ قرونِ ثلثہ میں پایا جاتا ہے اور زمان  
کے بعد۔ جو لوگ مالغین کی باتوں میں آکر لفظ ”خدا“ متوك  
کر چکے ہیں، ان سے ہماری ہمدردانہ گزارش ہے کہ آپ  
فی زمانہ کے مالغین کی باتوں کو اتنی اہمیت دیتے ہیں۔ لیکن  
اتنے بڑے بڑے مفسرین و محدثین کی باتوں کو نہیں مانتے۔  
حالاں کہ مالغین کی بات شریعت مطہرہ میں صحیت نہیں ہے۔  
جیکہ ان نقوصِ قدسیہ کے اقوالِ جبتو دلیل ہیں۔ آج  
جن کی محنت و کادش کی بدولت قرآن فہمی ہمارے لئے  
سہل ہے۔ ان نقوصِ قدسیہ نے تو واضح الفاظ میں لفظ  
”خدا“ کا اطلاق ذات باری تعالیٰ کے لئے جائز رکھا ہے۔  
حوالہ الشاد اللہ یکے بعد دیگرے عنقریب صفحاتِ اتنی میں  
مرقوم ہو گا۔ **فَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيَكْفُرْ**۔  
دوسری بات یہ ہے کہ اس کتاب میں صرف اقوالِ مفسرین  
کرام ہی تقلیل نہیں کئے جائیں گے۔ بلکہ وتر آن وحدیث بھی  
پیش کئے جائیں گے۔ سابقہ اوراق میں قرآن کی ایک آیت  
پیش کر چکا ہوں۔ چلیئے آپ اسی آیت کو مانتے ہوئے اپنے عقیدے

کی اصلاح کر لیجئے۔ تاکہ آپ کی ذات سے دو باتوں کا صدور ہو جائے۔  
اول یہ کہ واقعی آپ قرآن کرمانتے ہیں۔

دوم یہ کہ آپ کی ذات میں قبول حق کی وقت باقی ہے۔  
اس طرح امت کی وحدت کا ملی شیرازہ پارہ پارہ سجنے  
سے پنج جائے گا۔ لقول سعدی علیہ الرحمۃ -

مہتری در قبول قرآن است - ترک فران دلیل حربان است  
ترجمہ: حکم کے ماننے میں سرداری ہے حکم نہ مانتا محرومی کی دلیل ہے

ذکر یہ سورہ احتکار ایسے ناموں سے اللہ تعالیٰ کو پکارا جا سکتا  
ہے، جس کے معنی اچھے ہوں اور وہ نام اللہ کی صفات میں سے کسی  
صفت کی طرف اشارہ ہو۔ جیسے اگر یہ کہیں "یار زاق" تو  
ہمارا یہ کہنا اللہ تعالیٰ کی صفت رزاقیت کی طرف اشارہ ہو گا۔  
اسی طرح اگر یہ کہیں "یار حمن" تو صفتِ رحمتیت کی طرف  
اشارة ہو گا۔ اسی طرح باقی صفات کو بھی سمجھتے جائیے۔ اب یہیں  
دیکھنا یہ ہے کہ جب ہم خدا کہہ ہیں، یہ اللہ تعالیٰ کی کس صفت  
کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ الم توفی  
۱۰۴ تکھفہ ہیں :

وَقَوْلُهُمْ بِالْفَادِيَةِ "خُذَاي" اور ان سب کا کہنا "خدای" اس  
مَعْنَاهُ أَنَّهُ وَاجِبُ الْوُجُودِ کا معنی یہ ہے کہ بشک اللہ اپنی

ذات کے اعتبار سے واجب الوجود ہے۔ اس لئے کہا رکھنا "خدا" فارسی میں دو لفظ سے مرکب ہے۔ ان میں سے ایک "خود" ہے اور اس کا معنی ہے تھے کی ذات، شے کا نفس اور شے کی حقیقت۔ ان میں سے دوسرا لفظ "آئی" ہے اور اس کا معنی ہے وہ کیا۔ پس بخارے قول کا معنی یہ ہو گا کہ وہ ذات جو خود بخود آئے اور یہ اس طرف اشارہ ہے کہ وہ بتیرکری کے اپنے وجود کی طرف تھوڑا بخود آیا۔ اس توجیہ کے پیش نظر ان سب کے قول کی تفسیر لویں ہو گئی کہ وہ اپنی ذات سے موجود ہتھا اور موجود ہے۔

لذاتِ لائِن قولنا "خدا" "کامات" مُرْكَبَةٌ مِنْ لُفْظَيْنِ فِي الْفَارَسِيَّةِ أَحَدُهُمَا: خُودٌ، وَمَعْنَاهُ ذَاتٌ الشَّيْءٌ وَلِفْسَةٌ وَحَقْيَقَةٌ وَالثَّانِيَةُ قَوْلُنَا "آئی" مَعْنَاهُ حَاءَرٌ، فَقَوْلُنَا "خدا" مَعْنَاهُ آئَتَ بِنَفْسِهِ حَاءَرٌ وَهُوَ إِشَارَةٌ إِلَى آئَتَ بِنَفْسِهِ وَغَرَّتَهُ حَاءَرٌ إِلَى الْوُجُودِ لَا يَغْنِي رَحْمَةً، وَعَلَى هَذَا الْجَاءِ فَيَصِيرُ تَفْسِيرُ قَوْلِهِمْ "خدا" "أَنْتَ لِذِلِّيَّةٍ كَانَ مَوْجُودًا۔

(تفسیر کبیر ج 1 ص ۱۲۹)

لفظِ خدا فارسی کا جملہ خود آمدہ است کا مخفف ہے۔ لفظ خود سے خا لی گئی۔ لفظِ آمدہ سے دال اور است سے الف اب تینوں حروف کو ملا کر خدا کا لفظ بنایا یعنی خا + دال + الف = "خدا"۔ جس کا ترجیح یہ ہو گا کہ وہ ذات جو خود بخود آئے۔ وہ تکسی سے آئے اور تہ اس سے کوئی آئے۔ فارسی کا یہ جملہ قرآن کی آیت کے مفہوم کے عین مطابق ہے۔  
اللَّهُ تَعَالَى كَافِرَمَانٌ ہے :

**لَمْ يَلِدْهُ وَلَمْ يُوْلَدْ** نہ اس کی کوئی اولاد اور نہ وہ کسی  
سے پیدا ہوا۔ (سورہ اخلاص آیت نمبر ۲)

علامہ فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ بھی اپنی مایرہ ناز تفسیر میں اس کی  
وضاحت فرمائے ہے۔ جن کی عبارت اور اراق سابقہ میں پیش کی جا چکی ہے کہ  
**أَنَّهُ وَاحِدٌ الْوُجُودُ**۔ یعنی وہ ذات جو واجب الوجود ہو۔ اتنے دلائل و برائیں  
کہ ہوتے ہوئے بھی اگر کوئی نہ مانتے تو سوائے اس کے اور کیا کچھ ہو سکتا ہے کہ  
مانعین نے نہ مانتے کا حلف اٹھا لیا ہے۔ لہذا یہ کہہ کر کوئی جان نہیں چھپا  
سکتا ہے کہ ”خدا“ کا لفظ ذات باری تعالیٰ کے لئے اس لئے تاجائز ہے  
کہ قرآن کریم میں نہیں ہے۔ اگر یہی کہہ کر اس سے انکار کیا گیا تو اس کے  
علاوہ بھی بہت سارے ناموں سے اور بہت سی چیزوں سے انکار لازم ہے  
گا۔ جس سے مانعین بھی نہیں محفوظ رہیں گے۔

البراس جو شرح عقائد کی شرح ہے اور یہ کتاب تقریباً دینی مدارس  
میں داخلِ نصاہب ہے۔ اس کتاب کی عربی میں علامہ عبد العزیز پرہاروی  
رحمۃ اللہ علیہ نے شرح لکھی ہے۔ آپ لکھتے ہیں :

اور جیسا ترجیح کی دلیل اس کے اطلاق  
زبان ہر کی کے ساتھ دارد ہوتی ہے۔ جیسے اللہ  
کا لفظ۔ پس اس زبان سے جو الفاظ مراد  
ہو اس کے اطلاق کی بھی اجازت ہے۔ جیسے  
واجب اور قدیم۔ یا کسی دوسری زبان سے ہو۔  
جیسے خدا کا لفظ فارسی زبان میں۔

وَإِذَا وَرَدَ الشَّرْقُ يَأْطِلُقُ أَسْمَمْ  
بِلْغَةٍ كَلْفُظُ اللَّهِ فَهُمُوا أَذْنَانَ  
يَا طَلَاقٍ مَا يُرَا دِفَنَهُ مِنْ تِلْكَ  
اللُّغَةَ كَانُوا وَاجِبٌ وَالْقَدِيمُ أَوْ  
مِنْ لُغَةٍ أُخْرَى كَاسْمٌ خَدَا  
بِالْفَارِسِيَّةِ۔ (براس ص ۱۱۲)

ثابت ہوا کہ خدا کا لفظ ذات باری تعالیٰ کے لئے کہنا جائز ہے۔ یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ بلکہ بہت پرانی ہے۔ اگر انصاف کی نظر سے دیکھا جائے تو یہیں ”خدا“ کہنے سے منع کرنے والے نہ نظر آتے ہیں۔ اب میں ایک حوالہ المبسوط تحریکی سے نقل کرتا ہوں کہ ”اللہ“ کے لئے ”خدا“ کا لفظ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے خود استعمال کیا ہے اور ظاہر ہے کہ اس مسئلے میں فی زمانہ کے مانعین کی نسبت صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم حق بجات ہوں گے۔ لہذا الصاف لیند لوگوں سے یہی توقع ہے کہ وہ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا قول مانیں گے اور ذات باری کے لئے لفظ ”خدا“ استعمال کریں گے۔ خود بھی جائز سمجھیں گے اور دوسروں کو بھی اس کے جواز سے متعلق دلیلیں دیں گے۔ منع کرنے والوں سے دلیل طلب کریں گے۔ چنانچہ علام شمس الدین السرخی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۲۸۲ھ تکھتے ہیں :

دُوِيَ أَنَّ الْفَرَسَ كَتَبُوا  
إِلَى سَلْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
أَنْ يَكْتُبَ لَهُمُ الْقَارِئَةَ  
بِالْقَادِسِيَّةِ -  
(مبسوط تحریکی ج ۱ ص ۳۷)

مردی ہے کہ چند نو مسلم ایرانیوں نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے درخواست کی، کہ ان کے لئے قرآن کا فارسی میں ترجمہ کریں اور آپ نے سورہ فاتحہ کا فارسی میں ترجمہ کر کے انہیں بھیجا۔

امام تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان نے اپنی کتاب التہایہ حاشیہ ہدایہ میں مذکورہ واقعۃ کریمن میں تکھتے ہیں کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے یہ کام انجام دیا۔ امام تاج الشریعہ

نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے ترجمہ کا ایک جزء بھی نقل کیا ہے  
جو بسم اللہ الرحمن الرحیم کا ترجمہ ہے۔ ”بِنَامِ خَدَاوَنْدِ بَخْشَائِنَدِ مُهْرَبَانِ“  
اس کے علاوہ برصغیر میں قرآن کا ترجمہ فارسی زبان میں سب سے  
پہلے حضرت شاہ ولی اللہ درجۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے۔ شاہ صاحب  
ترجمہ بڑا میں تقریباً ہر جگہ ”اللہ“ کا ترجمہ ”خدا“ کرتے ہیں۔  
سخن بہا آہستہ آہستہ طول پکڑتا جا رہا ہے۔ ہمارا مقصد  
کلام کو طول دینا نہیں ہے۔ بلکہ چند حوالہ حات سے حق کو آشکار کرنا  
ہے۔ وہ بفضلہ تعالیٰ آشکار ہو چکا ہے۔ اب حق قبول کرنے والے قلوب  
اذہان سے انصاف کا طلبگار رہوں گا۔

جو اس رسالہ سے فیضیاب ہو، وہ بندہ عاصی سید محمد ممتاز شریفی غفرلہ کے حق میں ضرور دعائے خیر فرمادیں اور خاتمه بالخیر  
کی بھی دعا کر دیں۔ فقط والسلام

سید محمد ممتاز اشمری  
خطیب جامع مسجد اقصیٰ گاٹشن بہار سیکٹ ۱۴  
اور نسگی ٹاؤن کراجی

